بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

فقہ دراصل حدیث ہے

میں پہلے اسکے کہ اس موضوع پر کچھ عرض کروں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حدیث کیا چیز ہے؟ حدیث کے معلوم ہو جانے سے یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ کہ فقہ کیا چیز ہے

حدیث کی تعریف

جمہور محدثین کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل تقریر اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول فعل تقریر اور تابعینوں کے قول فعل تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ یعنی جو بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہو یا صحابہ تابعین نے فرمائی ہو وہ حدیث ہے۔ جو فعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو یا صحابہ و تابعین نے کیا ہو وہ بھی حدیث ہے؏ اسیطرح جو کام حضور علیہ السلام کے سامنے کسی نے کیا ہو یا کوئی بات کی ہو اور حضور علیہ السلام نے اسپر انکار نہ فرمایا ہو بلکہ سکوت فرمایا ہو۔ یا صحابہ کے سامنے کسی نے کوئی فعل کیا یا کچھ کہا یا تابعین کے سامنے کسی نے کچھ کیا یا کہا تو صحابہ اور تابعین نے اُس پر سکوت فرمایا ہو تو وہ بھی حدیث ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مقدمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں اعلم ان الحدیث فی اصطلاح جمہور المحدثین یطلق علیٰ قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم وفعلہ و تقریرہ ——— وکذالک یطلق علےٰ قول الصحابی وفعلہ وتقریرہ و علی قول التابعی وفعلہ و تقریرہ

صدیق حسن بھوپالی نے حطہ کے صفحہ ۲۴ میں جمہور محدثین سے حدیث کی یہی تعریف نقل کی ہے۔ میر سید شریف نے ترمذی شریف کے مقدمہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

امام ابو حنیفہ تابعی تھے

جب یہ ثابت ہو گیا کہ تابعی کا قول فعل تقریر بھی حدیث ہے۔ تو اب دیکھنا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے یا نہیں۔ محدثین نے تصریح کی ہے کہ آپ تابعی تھے آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی بار دیکھا۔ چنانچہ امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں رائی انس بن

نوٹ ؏ بعض محدثین صرف حضور علیہ السلام کے قول فعل تقریر کو حدیث کہتے ہیں ۱۲ منہ

مالک غیر مرۃ لما قدم علیم الکوفۃ خطیب بغدادی نے بھی تاریخ ص۹ میں تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے انس بن مالک (صحابی) رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ اور صحابی کو دیکھنے والا تابعی ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تابعی تھے۔ عبدالحی لکھنوی مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص۱۳ میں آپ کے تابعی ہونے کے متعلق فرماتے ہیں ھذا ھو الصحیح الذی لیس ما سواہ الا اغلاط قد نص علیہ الخطیب البغدادی والدارقطنی وابن الجوزی والنووی والذھبی وابن حجر عسقلانی فی جواب سوال سئل عنہ والولی العراقی وابن حجر المکی والسیوطی وغیرھم من اجلۃ المحدثین۔
یعنی امام صاحب کا صحابہ کو دیکھنا اور تابعی ہونا ہی صحیح ہے اس کا ماسوا بجز غلط کچھ نہیں۔ خطیب بغدادی دارقطنی ابن جوزی نووی ذہبی ابن حجر عسقلانی ولی عراقی ابن حجر مکی سیوطی وغیرہ اکابر محدثین نے اس پر نص کی ہے۔ انتہی۔
ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول کے ص۲۲ میں امام رحمۃ اللہ کو تابعی لکھا ہے
جب یہ ثابت ہو گیا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے اور یہ بھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ہر تابعی کا قول و فعل تقریر حدیث ہے تو اب نتیجہ صاف ہے۔ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ کا قول فعل تقریر بھی حدیث ہے تو اس تقریر سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ امام اعظم کی فقہ بھی حدیث ہے۔

روایتِ حدیث

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شریعت اخذ کرنے کے دو طریقے تھے۔ ایک بطور ظاہر (یعنی اسناد کے ساتھ) جسمیں نقل کی ضرورت ہے متواتر ہو یا غیر متواتر۔ دوسرا بطریق دلالت۔ اس طرح کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو کوئی کام کرتے دیکھا یا کوئی حکم فرماتے سُنا۔ تو انہوں نے حضور علیہ السلام کے اس قول یا فعل سے حکم وجوب یا ندب سمجھ کر اُس حکم سے لوگوں کو خبردار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اُس حکم کا انتساب نہ کیا۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و تقریر سے صحابی نے جو مسئلہ سمجھا اُسے اپنے شاگردوں کے سامنے بغیر انتساب بیان کر دیا۔ جیسے عام لوگوں میں دستور ہے۔ کہ عالم سے مسئلہ پُوچھتے ہیں تو عالم مسئلہ کا جواب دیدیتا ہے۔ اور جو حکم ہوتا ہے بتا دیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص پوچھتا ہے کہ مذی سے یا بول سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کوئی حدیث پڑھ کر نہیں سُناتے۔ تو جس حدیث میں بول یا مذی نکلنے سے وضو کا ٹوٹ جانا آتا ہے۔ یہ فتوے اُسی کی روایت ہے۔ لیکن بطریق ظاہر نہیں۔ بلکہ بطریق دلالت چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ ص۱۰۱ میں فرماتے ہیں اعلم ان تلقی الامۃ منہ الشرع علی وجہین احدھما تلقی الظاھر ولا بد ان یکون بنقل

اما متواترا وغیر متواتر وثانیہما المتلقیٰ دلالۃ وھی ان یری الصحابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول او یفعل فاستنبطوا من ذالک حکما من الوجوب وغیرہ فاخبروا بذالک الحکم (ھ)

صحابہ کا روایت حدیث سے جھجکنا

پہلی قسم کی روایت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت جھجکتے تھے۔ بلکہ دوسروں کو بھی روایت کرنے سے منع کرتے تھے۔ اور جو مکثر تھے وہ بھی بہت احتیاط کرتے تھے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نے پانچ سو حدیثیں جمع کیں۔ اور ساری رات کروٹیں بدلتے رہے صبح اس مجموعہ کو جلا دیا۔ اور فرمایا خشیت ان اموت وھی عندی فیکون فیہا احادیث عن رجل قد ائتمنتہ ووثقت ولم یکن کما حدثنی۔ کہیں ڈر گیا کہ مر جاؤں اور یہ مجموعہ رہ جائے۔ اور اسمیں کسی ایسے شخص کی روایت سے حدیثیں ہوں جسے میں نے ثقہ اور امین سمجھا ہو اور حقیقت میں جسطرح اُسنے مجھے حدیث بیان کی ہو اُس طرح نہ ہو تو اسکا مجھ سے مؤاخذہ نہ ہو (تذکرۃ الحفاظ)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کیا خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ انکم تحدثون احادیث تختلفون فیہا والناس بعدکم اشد اختلافا فلا تحدثوا (تذکرہ ذہبی) کہ تم احادیث بیان کرتے ہو اور ان میں اختلاف کرتے ہو اور تمہارے بعد لوگ بہت اختلاف میں پڑیں گے۔ اس لئے تم حدیثیں نہ بیان کیا کرو۔ (یعنی یہی حدیثیں اختلاف کا باعث ہیں۔ اگر تم ان کی روایات کی کثرت چھوڑ دو گے تو اختلاف کم ہوگا۔ ورنہ اختلاف شدید پیدا ہو جائیگا۔

عمر رضی اللہ عنہ

آپکے زمانہ میں احادیث کا بکثرت روایت کرنا قانونی جرم تھا مصنف عبدالرزاق میں لکھا ہے۔ لما ولی عمر قال اقلوا الروایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فیما العمل بہ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں فرمایا۔ کہ بجز ان احادیث کے جن پر عمل کیا جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کم کر دو (تذکرہ اعظم)

امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔ ان عمر حبس ثلاثۃ ابن مسعود وابا الدرداء وابا مسعود الانصاری فقال لقد اکثرتم الاحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود و ابو درداء و ابو مسعود انصاری رحمہم اللہ کو قید کر دیا اس جرم میں کہ تم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بکثرت روایت کرتے ہو۔ خطیب نے بھی شرف اصحاب الحدیث کے صہ۸۹ میں اسکو روایت کیا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں فحبسہم حتی استشہد یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان تینوں صحابہ کو اپنی شہادت تک قید رکھا۔

یہی خطیب اپنی سند کے ساتھ قرظہ بن کعب سے نقل کرتا ہے کہا اُسنے کہ ہم نکلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیں رخصت کرنے کے لئے صرار تک آئے پھر پانی منگوا کر وضو کیا۔ اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیوں آیا ہوں انہوں نے عرض کی کہ ہاں آپ ہمیں رخصت کرنے اور ہماری عزت افزائی کے لئے تشریف لائے ہیں فرمایا ہاں لیکن اسکے ساتھ ایک اور حاجت بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ تم ایسے شہر میں جاؤ گے جہاں لوگوں کو قرآن شریف کی تلاوت کے ساتھ شہد کی مکھی کے آواز کی طرح آواز ہے (یعنی بہت محبت ہے) اور بکثرت تلاوت کرتے ہیں، تم اُن کو حدیثیں سُناکر روک دینا۔ قرظہ کہتا ہے کہ میں نے اسکے بعد کوئی حدیث رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نہیں کی۔ اسی مضمون کو شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ نے جب انصار کی ایک جماعت کو کوفہ بھیجا تو فرمایا کہ تم کوفہ جاتے ہو اور وہاں ایسی قوم ہوگی جو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے روتے ہونگے۔ وہ تمہارے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آئے ہیں پھر وہ تم سے حدیثیں پوچھیں گے۔ تو تم حدیثوں کو بہت کم روایت کرنا۔

امام ذہبی نے تذکرہ میں لکھا ہے ابو سلمہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ کو کہا کہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی اس طرح حدیثیں روایت کیا کرتا تھا انہوں نے فرمایا لو کنت احدث فی زمان عمر مثل ما احدثکم لضربنی بمخفقتہ۔ یعنی اگر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس طرح حدیثیں بیان کرتا جس طرح تمہارے زمانہ میں بیان کرتا ہوں تو عمر مجھے دُرّے لگاتے۔

فائدہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اس قانون پر عمل کیا اور حدیث کی پہلی قسم کی روایت میں کثرت نہ کی رحم اللہ ابا حنیفۃ کیف عمل بقول صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر۔ (ترمذی)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کے مفتی و مدرس مقرر ہوئے فتوے دیا کرتے تھے مگر جب حدیث مسند متصل بیان کرتے تو پیشانی پسینہ پسینہ ہو جاتی۔ کانپنے لگتے اور فرماتے انشاء اللہ کذالک۔ یا کذا او نحوہ۔ ابن مسعود کے شاگردوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ سال سال بھر تک ان کے پاس روزانہ درس میں حاضر ہوتے تھے۔ مگر کسی دن قال رسول اللہ نہ سنتے اگر سنتے تو اُن کے بدن پر لرزہ چڑھ جاتا۔ (طبقات ابن سعد) اس طرح حجۃ اللہ صـ۱۲۱ میں لکھا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہے قال ابن عباس انا کنا نحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ لم یکن یکذب علیہ فلما رکب الناس الصعب والذلول ترکنا الحدیث عنہ ابن عباس فرماتے ہیں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں

بیان کیا کرتے تھے جب کہ ان پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا - اور جب لوگ نرم سخت پر سوار ہوئے (یعنی اچھے برے مسلک پر چلنے لگے نیک بد کی تمیز نہ رہی) تو ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا چھوڑ دیا۔

ایک سو بیس صحابہ دارمی میں عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا قول ہے کہ ایک سو بیس صحابہ کو کوفہ کی مسجد میں دیکھا۔ وہ سب حدیثوں کے بیان کرنے سے جھجکتے تھے۔ اسی طرح حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ عنہما، حضرت انس وجابر وصہیب وعمران بن حصین وزید بن ارقم رضی اللہ عنہم سب حدیثوں کی روایت سے گھبراتے تھے۔ بلکہ دوسروں کو بھی منع کرتے تھے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الینا فان کان فیہ زیادۃ او نقصان کان علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ اللہ) یعنی حضور علیہ السلام کی طرف نسبت کرنے سے کسی دوسرے کی طرف جو آپ سے نیچے کا ہو نسبت کرنا ہمیں بہت پسند ہے۔ کیونکہ روائت میں اگر زیادت یا نقصان ہو تو حضور علیہ السلام کے سوا دوسرے کی طرف منسوب ہو گا۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں لوددت لن لم اتعلم من ھذا العلم شیئا کاش کہ میں علم حدیث نہ سیکھتا۔ (خطیب)

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں اقول قال عبد اللہ وقال علقمہ احب الینا۔ یعنی یہ کہنا کہ عبد اللہ نے کہا یا علقمہ نے کہا یہ ہمیں بہت پسند ہے (حجۃ اللہ)

مکثرین کا رجوع شعبہ جو امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔ سات ہزار حدیث کے راوی ہیں اخیر میں کہا کرتے تھے۔ وددت انی وقاد الحمام ولم اعرف الحدیث کاش میں حمام کا ایندھن ہوتا اور حدیث کو نہ پہچانتا (تذکرۃ الحفاظ) ابو الولید کہتے ہیں میں نے سنا شعبہ فرماتے تھے ان ھذا الحدیث یصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون۔ کہ یہ حدیث تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے۔ کیا تم اس سے باز نہ رہو گے (شرف للخطیب ص۱۱۵) نیز فرمایا ما انا مقیم علی شئ اخوف علی ان ید خلنی النار منہ یعنی الحدیث کہ میں اپنے اعمال میں سے کسی سے اتنا خائف نہیں جتنا کہ حدیث سے کہ یہ مجھے جہنم میں داخل نہ کرے۔ (شرف الخطیب)

سفیان ثوری رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے میں کسی عمل سے اتنا خائف نہیں ہوں جتنا کہ حدیث سے (تذکرۃ الذہبی) اور فرمایا لوددت انی لم اکن دخلت فی شئ منہ یعنی الحدیث یعنی کاش میں حدیث میں داخل نہ ہوتا۔ اور فرماتے ہیں وددت ان کل حدیث فی صدری وکل حدیث

حفظہ الرجال عنی نسخ من صدری وصدورھم یعنی کاش جو حدیث میرے سینے میں ہے یا جو مجھ سے لوگوں نے حفظ کی ہے وہ میرے اور اُن کے سینوں سے جاتی رہے۔ اور فرمایا لوکان ھذا من الخیر لنقص کما ینقص الخیر یعنی الحدیث۔ اگر حدیث بھلائی ہوتی تو اور بھلائیوں کی طرح یہ بھی کم ہوتی۔ یہ فرماتے ہیں میں دیکھتا ہوں ہر قسم کی بھلائیاں کم ہوتی جاتی ہیں اور یہ حدیث زیادہ ہوتی جاتی ہے تو میں گمان کرتا ہوں کہ اگر یہ اسباب خیر سے ہوتی۔ تو یہ بھی کم ہوتی (الکل من شرف الحدیث صفحہ ۱۱)

عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اہلحدیث اور ان کی ابنوہی کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم نے علم کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور اسکا نور گھٹا دیا لو ادرکنا وایاکم عمر لاوجعلنا ضربا اگر ہمیں تمہیں حضرت عمر پاتے تو سزا دیتے۔ (شرف الخطیب)

مغیرہ بن مقسم فرماتے ہیں۔ کان مرۃ خیار الناس یطلبون الحدیث فصار الیوم شرار الناس یطلبون الحدیث لو استقبلت من امری ما استدبرت ما حدثت۔ یعنی پہلے تو اچھے لوگ حدیث طلب کرتے تھے۔ اب بُرے لوگ طلب کرتے ہیں اگر میں پہلے یہ جانتا تو حدیثیں بیان نہ کرتا (شرف صفحہ ۱۳۱)

امام اعمش فرماتے ہیں مافی الدنیا قوم شر من اصحاب الحدیث۔ یعنی اہلحدیث سے زیادہ بُری قوم دنیا میں کوئی نہیں۔ اور فرمایا لو کانت لی اکلب کنت ارسلہا علی اصحاب الحدیث۔ اگر میرے پاس کُتے ہوتے تو میں اہلحدیث پر چھوڑتا (شرف الخطیب)

ان اقوال کا کوئی بھی سبب ہو۔ بہرحال یہ لوگ کثرت روایت سے ڈرتے تھے۔ اور جنہوں نے روایت بکثرت کی۔ انہوں نے بھی اس پر خوف ظاہر کیا۔

پس جو لوگ احادیث کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے سے ڈرتے تھے اس جماعت کا طریقہ یہ تھا کہ افعال واقوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ وہ سمجھتے تھے اس پر اطمینان کر لیتے اور اس کو شاگردوں کے سامنے بغیر انتساب بیان کرتے۔ یہی سلسلہ اخیر میں **فقہ** کے نام سے موسوم ہوا۔

یہ طریقہ پہلے طریقہ سے مضبوط اور محکم تھا۔ اسکے راوی کے لئے ضرور ہے کہ فہم و فراست سے بہرہ وافر رکھتا ہو ہر ایک حکم کی اصلیت کو سمجھتا ہو۔ اسلئے اس طریق کے مبلغین کی تعداد بہت کم ہے۔ صحابہ میں بھی کم رہی۔ صحابہ میں چند ممتاز ہیں۔ حضرت عمر۔ ابن مسعود۔ علی۔ ابن عباس۔ رضی اللہ عنہم بہت مشہور تھے۔ تابعین میں سے بھی بہت کم تھے مکہ میں عطاء بن ابی رباح۔ مدینہ میں فقہا سبعہ۔ کوفہ میں ابراہیم نخعی۔ بصرہ میں حسن۔ یہ لوگ بلا انتساب مسئلہ بتادیا کرتے تھے۔ ان کے سلسلے تلامذہ بھی اسی پر عامل رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع نہیں کرتے تھے۔

اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں **کہ فقہ بھی دراصل حدیث ہے** ÷

فقہ اور حدیث مسند میں فرق احادیث فقہ پہلے سے بہت زیادہ قوی قابل اطمینان ہیں بوجوہات ذیل

(۱) مسند احادیث کے رواۃ کی عادت تھی۔ ناسخ منسوخ متعارض غیر متعارض واجب مستحب ضروری غیر ضروری حالات وقرائن مقامات کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا تھا۔ صرف مقصود روائت ہوتی تھی۔ بلا سند روائت فقہ میں اس کا اہتمام ہوتا تھا۔ ان سب کا اعتبار کر کے نفس مسئلہ کا بتانا مقصود ہوتا تھا۔ امت تک مسائل محقق طور پر پہنچتے تھے مثلاً حدیث نہی عن المزارعۃ یا نہی عن بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحہا پہلے قسم کے راوی عموماً بیان کر دیا کرتے تھے۔ لیکن فقہا صحابہ فرماتے رہے کہ یہ حکم بطور مشورہ تھا۔ (حجۃ اللہ)

(۲) مسند حدیث کیلئے صرف راوی کی قوت حفظ دیانت کی ضرورت ہے۔ دوسرے طریقہ (فقہ) میں انتہائے فقاہت اور سمجھ کی ضرورت تھی۔ اس لئے اس کا سلسلہ حفاظ وثقات وفقہا کبار کا ہوتا تھا۔

(۳) مسند میں صرف لفظ لفظ نقل ہوتا ہے۔ وہ بجنسہٖ مشکل ہے۔ اکثر روایت بالمعنے ہے۔ لفظی روایت بہت نادر ہے۔ سفیان ثوری کہتے ہیں لو اردنا کم ان نحدثکم الحدیث کما سمعناہ ما حدثناکم بحدیث واحد کہ اگر ہم ارادہ کریں کہ جس طرح حدیث کو سنا ہے اسی طرح روایت کریں تو ایک حدیث بھی روایت نہ کر سکیں۔ روائت بالمعنے میں اختلاف الفاظ ضروری ہے۔ پھر استنباط احکام میں خلل ہونا لازم۔ ایک ادا اور ادا میں بڑا فرق ہے۔ اب فرق سمجھ لو کہ مسند احادیث میں اکثر الفاظ رواۃ کے ہیں پھر اس کو فقہ پر جو کہ مستند حدیثوں کا مجموعہ ہے کس وجہ سے فضیلت ہو سکتی ہے۔

امام اعظم کے مرویات اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مسند حدیثوں کو کیوں کم روایت کرتے تھے اور فتاوی مسائل کی کیوں کثرت تھی۔ جب ان کے دادا استاد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت حدیث سے کانپتے تھے۔ تو امام ابو حنیفہ کیوں احتیاط نہ کرتے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ نے تو سنت خلفا پر عمل کیا اور کبار صحابہ کی روش پر رہے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ابو حنیفہ سے زیادہ کثیر الروائت شخص دنیا میں نہیں ہوا۔ ان کے مرویات آج فقہ حنفی کے نام سے تمام عالم کے سامنے ہے۔

اجتہاد فقہ حنفی میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے اپنے اجتہاد بہت کم ہیں بلکہ عبداللہ بن مسعود سے جو علقمہ نے سنا اور علقمہ سے نخعی نے اور نخعی سے حماد نے اکثر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی فقہ وہی ہے۔ یہ فقہ حنفی فقہ ابن مسعودی ہے یا بطریق دوم فقہ محمدی۔ ولیکن ھذا اٰخر ما اردنا فی ھذا الباب واللہ عندہ علم الصواب۔

ابو یوسف محمد شریف عفا اللہ عنہ
کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

مطبوعہ کریمی سٹیم پریس لاہور باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر کتب جمال احمد شہنواز ... پبلشر ... لاہور

نایاب اور قابل قدر علمی کتابیں

نماز مدلل — اس کتاب میں شروع وضو سے لیکر اخیر نماز تک ہر ایک فرض ۔ واجب سنت ۔ اور مستحب کے لئے قرآن کریم واحادیث رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت پرزور دلائل لکھے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ یہ طریقہ جو حنفی مذہب میں ہے ۔ یہی نماز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی ۔ شائقین جلد درخواستیں بھیجیں ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا ۔ اس کتاب میں مسئلہ رفع یدین و آمین بالجہر وفاتحہ خلف الامام و وضع یدین پر مفصل بحث کیگئی ہے اور نہایت پرزور دلائل سے مذہب حنفیہ بیان کیا گیا ہے ۔ علاوہ ازیں دیگر مسائل مختلفہ میں نہایت تحقیق سے کام لیکر مذہب حنفی کو ترجیح دی گئی ہے قیمت صرف آٹھ آنہ **نماز مدلل حصہ دوم** (زیر طبع) جسمیں نماز وتر وجنازہ وغیرہ کا ذکر ہے قیمت آٹھ آنہ (۸)

اباحۃ السلف والبنا علی قبور مشائخ والعلما — یہ رسالہ اردو میں لکھا گیا ہے اسمیں علما ومشائخ کے قبور پر قبے اور چاردیواری بنا ناجائز ثابت کیا گیا ہے اگرچہ اس مبحث میں کئی رسالے تیار ہوئے ہیں لیکن یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے ۔ اس کتاب میں فقہا علیہ الرحمۃ کے اقوال کی تطبیق کی گئی ہے ۔ مخالفین کے دلائل کے نہایت عمدہ جوابات دیئے گئے ہیں ۔ یہ رسالہ جہاں ایک نسخہ گیا پھر متعدد درخواستیں آئی ہیں ۔ علما ومشائخ نے پسندیدگی ظاہر فرمائی ہے ۔ تھوڑے نسخے باقی ہیں جلد منگالیجئے قیمت فی نسخہ ۳ر

نجدیوں سے نفرت — اس اردو رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نجدیوں سے نفرت تھی ۔ اور حدیث قرن شیطان کے ظہور کی پیشگوئی ۔ وہابیان نجد کے بارے میں ہے ۔ وہابیان ہند نے جو اس حدیث کو عراق پر محمول کیا ہے اور نجدیوں کو بنی تمیم سے لکھا ہے ۔ اسکا پرزور دلائل سے رد کیا گیا ہے بوجہ پسندیدگی مضامین اب تیسری مرتبہ چھپا ہے قیمت فی نسخہ ۱ر ایک سو جلد للعہ ر

الذکر المحمود فی بیان المولود ۔ اس کتاب میں مجلس میلاد شریف کا مستحسن ہونا نہایت پرزور دلائل سے بیان کیا گیا ہے ۔ قرآن شریف واحادیث مقررہ و دیگر محققین مذاہب اربعہ سے اس کا ثبوت دیا گیا ہے ۔ ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ یہ رسالہ اپنے زیر مطالعہ رکھے تاکہ منکرین مجلس میلاد کے شبہات سے بچ سکے (قیمت صرف ۱ر)

نصرۃ الحق پنجابی — یہ کتاب نظم ونثر میں غیر مقلدین کی تردید میں تیار کیگئی ہے جسمیں غیر مقلدین کی عمل بالحدیث کی اچھی طرح قلعی کھولی گئی ہے ۔ اور اسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ بجز تقلید کے عمل بالحدیث ہو ہی نہیں سکتا ۔ نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق نہایت نفیس بحث کیگئی ہے ۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا کیا گیا تھا ۔ نیز جواز یا رسول اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کے حالات سے آگاہ ہونا اور بعد وفات انبیا و اولیا کا تصرف اور کفنی لکھنے کا جواز میت کے ساتھ غلہ ونقدی لیجانا اور میت کی اسقاط کرانا ظہر بعد جمعہ کا پڑھنا نہایت مدلل بیان کیا گیا ہے ۔ کہ مصنف غیر متعصب کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں اخیر میں چند سوالات لکھے گئے ہیں جنکا جواب غیر مقلدین قیامت تک نہ دے سکیں گے یہ کتاب ایسی مکمل ہے کہ کوئی رسالہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مخالفین کے تمام دلائل کے محققانہ جوابات دئے گئے ہیں ۔ یہ کتاب جس شخص کے پاس ہوگی خواہ وہ کم علم ہی ہو لیکن غیر مقلد عالم کو بھی لاجواب کر دیگا یہ کتاب دوسری مرتبہ کئی مزید مضامین کے ساتھ طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے ۔ جلد منگا لیجئے ورنہ طبع ثالث کا انتظار کرنا پڑیگا قیمت باوجود زیادتی حجم ۲ر تین جلد کی قیمت ۵ر

کشف الغطا عن مسئلۃ الندا ۔ اس رسالہ میں جواز یا رسول اللہ ثابت کیا گیا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے فی جلد ۳ر

ان تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ } **ابو یوسف محمد شریف خطیب جامع مسجد کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ**